السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جس سفر میں قصر کرنا جائز ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟ کیا اس کی مسافت کی کوئی مقدار متعین ہے ؟ اور اگر کوئی شخص اپنے سفر میں چار دن سے زیادہ قیام کا ارادہ رکھتا ہو تو کیا وہ قصر کی رخصت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جس سفر میں قصر کرنا جائز ہے اس کی مقدار جمہور اہل علم کے نزدیک اونٹ اور پیدل کی رفتار سے ایک دن اور ایک رات ہے جو تقریباً اسی کلومیٹر ہوتا ہے کیونکہ عرف عام میں کم از کم اتنی ہی مسافت پر سفر کا اطلاق ہوتا ہے۔

جمہور اہل علم کے نزدیک اگر کوئی شخص سفر میں چار دن سے زیادہ قیام کا ارادہ رکھتا ہو تو اس پر پوری نماز پڑھنا اور اگر رمضان کا مہینہ ہے تو روزہ رکھنا واجب ہے اس کے برعکس اگر قیام کی مدت اس سے کم ہے تو قصر جمع اور افطار سب اس کے لیے جائز ہیں کیونکہ مقیم کے حق میں اصل تمام (پوری نماز پڑھنا) ہی ہے قصر تو در حقیقت اس کے لیے اس وقت کے لیے مشروع ہے جب وہ سفر شروع کردے نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے حجة الوداع کے موقع پر مکہ میں چار دن قیام کیا اور اس دوران قصر کے ساتھ نماز پڑھتے رہے پھر منیٰ اور عرفات کی طرف روانہ ہوئے آپ کا یہ فعل واضح دلیل ہے کہ جس شخص کا ارادہ چار دن یا اس سے کم قیام کا ہو اس کے لیے قصر کرنا جائز ہے۔

رہا فتح مکہ کے سال آپ کا انیس دن اور غزوہ تبوک کے موقع پر بیس دن کا قیام اور اس دوران نماز قصر کرنا تو جمہور اہل علم کے نزدیک دین کے لیے احتیاط اور اصل حکم (یعنی مقیم کے لیے ظہر عصر اور عشاء کی چار چار رکعت کی فرضیت) پر عمل کے پیش نظر اسے اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ آپ کا ارادہ پہلے سے اتنی مدت کے لیے قیام کا نہیں تھا بلکہ ایک ایسے سبب کی بنا پر آپ نے قیام کیا جس کی مدت نامعلوم تھی۔

لیکن اگر کسی کا قیام کا ارادہ نہیں ہے اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ وہاں سے کب کوچ کرے گا تو جب تک وہ اپنے وطن واپس نہ آجائے اس کے لیے قصر جمع اور افطار سب جائز ہے بھلے ہی اس کے قیام کی مدت چار دن سے زیادہ ہو جائے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[ارکانِ اسلام سے متعلق اہم فتاویٰ]

صفحہ: 140

محدث فتویٰ